بجائے ''دین'' کی اصطلاح بھی استعمال کی جاسکتی ہے) لیکن اس پیکارِ مسلسل میں بطور حکمت عملی جو کچھ وہ تجویز فرماتے ہیں یعنی اولاً عالمی عرف سے ایڈجسٹمنٹ اور ہم آہنگی کے لیے مسلمات اہلِ سنت کے دائرے میں رہتے ہوئے اجتہاد اور ثانیاً عالمی سطح (یعنی مغربی ممالک میں) لابنگ اور ذہن سازی ''تاکہ ہم اسلام کے بارے میں عالمی رائے عامہ کی غلط فہمیوں کا ازالہ کرسکیں۔''

ایک مبتدیانہ استعجاب واشکال یہ ہے کہ کیا سیموئل پی ہنٹنگٹن، برنارڈ لیوس، ولیم سی چیٹک، کونڈ ولیزا رائس یا مغرب کے دیگر فکری رہنماؤں میں سے کوئی ایک اسلام دشمنی میں کسی غلط فہمی کا شکار ہے۔ ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا مفکرین کا کوئی قاری غلط فہمی میں بھی انہیں غلط فہمی کا شکار یا کم علم قرار نہیں دے سکتا۔

جہاں تک اساتذہ اور بزرگوں کی رہنمائی سے ہم سمجھے ہیں وہ یہ ہے کہ معاملہ غلط فہمی یا ضرورت اجتہاد کا ہرگز ہرگز نہیں ہے بلکہ بات کہیں آگے بڑھ چکی ہے۔ اس وقت دینِ حق (اسلام) کے مقابلے میں باطل کا ایک مکمل دین ہے۔ جہاں عقائد کے مقابلے میں عقائد ہیں، عقود کے مقابلے میں عقود ہیں، اخلاق کے مقابلے میں اخلاق ہیں، خدا اور رسول سے عام مسلمانوں کی عقیدت کی طرح (بلکہ اس سے بڑھ کر) کچھ نظریات سے عقیدت ہے۔ جن کی توہین (Blasphemy) ایسا عمل ہے جس کی سزا اشد العقوبات ہے اور جس کی معافی روئے زمین پر ہرگز نہیں دی جاسکتی۔ غرض طبیعیات ومابعد الطبیعیات میں ہر طرح سے مختلف ومتضاد ایک اسلوب فکر ہے جس کا مقابلہ ''اجتہاد، لابنگ اور ذہن سازی'' سے نہیں بلکہ ایمان ووثوق، دعوت وجہاد، تواصی بالحق وتواصی بالصبر اور شہادت حق اور اقامتِ دین کے آزمودہ ومجرب نسخے سے ہی ہوگا۔

● **الفقہ فی السند۔ (فقہائے سندھ اور ان کی فقہی خدمات)　تصنیف: حضرت مولانا اللہ بخش ایاز ملکانوی**

ضخامت: ۳۱۴ صفحات۔　　　ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

دیارِ سندھ کو باب الاسلام کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے کیونکہ روئے زمین کے ایک بڑے حصے تک اسلام کے فرخ سیر قافلوں کے لیے سندھ نے پہلے پڑاؤ اور دروازے کا کردار بہت خوبصورت طریقے سے ادا کیا ہے۔ پہلی صدی ہجری کے اواخر میں (یعنی خیر القرون کے دور اوّلین میں ہی) اسلام کی یہاں آمد ہوئی۔ باشندگان سندھ نے دین حق کی جس طرح والہانہ پذیرائی کی یہ خود ان کی سلامتیِ فطرت کی دلیل ہے۔ صدرِ اسلام کا دور تھا جب عزت وجاہ کا پیمانہ علم اور تقویٰ ہی ہوا کرتا تھا۔ اہل سندھ کی باعزم طبائع نے عزت کے اس معیار پر بھی اپنے آپ کو کھرا ثابت کیا۔ چنانچہ تذکروں، اسماء الرجال اور انساب کی کتابیں اہل سندھ کے تقویٰ وصلاح علم دوستی عالم پروری اور دین داری کی گواہیوں سے بھری ہوئی ہیں۔

زیرِ نظر کتاب اسی فرنام خطۂ ارضی میں علم فقہ کی ترقیات کا ایک اجمالی جائزہ ہے۔ جسے حضرت مولانا اللہ بخش ایاز ملکانوی نے تصنیف کیا ہے۔ یہ کتاب دراصل فاضل گرامی کا تخصّص فی الفقہ میں لکھا جانے والا مقالہ ہے جو آپ نے محدّث بے بدل حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی نگرانی اور حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ کے استشارہ ورہنمائی میں ۱۹۷۱ء کے لگ بھگ تحریر فرمایا ہے۔ کتاب کی ثقاہت کے لیے مذکورہ بالا اکابر کے اسمائے گرامی ہی ایک مضبوط سند ہیں۔

کتاب بنیادی طور پر تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ مبادی ومقدمات کا جس میں دیار سندھ کی جغرافیائی اور تاریخی حیثیات، فقہ کی تاریخی تدریج، تدوین فقہ، سندھ اور اہلِ سندھ کی اسلام کے ساتھ وابستگی، اہلِ سندھ کا فقہی مسلک یعنی فقۂ حنفی، فقۂ حنفی میں تالیف وتدوین کے مختلف مراحل وغیرہ جیسے موضوعات پر مختصر (لیکن بھرپور) گفتگو کی گئی ہے۔ دوسرا حصہ

علم فقہ میں مصنفاتِ اہلِ سندھ کی فہرست پر مشتمل ہے۔اس حصے میں فاضل مصنف نے اپنے ذوق سے لگا کھاتی چند مصنفات (مثلاً عمدۃ الفقہ از حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ اور خاص طور پر مخدوم علاّمہ محمد ابراہیم سندھی رحمہ اللہ کی تصنیف ''نشر حلاوی المعارف والعلوم'' اور ''اماطۃ اذی البید'' وغیرہ۔اسی طرح حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی رحمہ اللہ کے رسائل وفتاویٰ وغیرہ) کے مشمولات کو مختصراً (اور کہیں قدرے تفصیل کے ساتھ بھی) ذکر کیا ہے۔

کتاب کا تیسرا اور آخری حصہ مختلف ادوار میں سندھ کے حکمرانوں، ان کے عہد حکومت میں فقہ اور دیگر علومِ دینیہ کے متعلق سرگرمیاں اور ہر دور کے فقہائے کرام کے اسماء مع مختصر تعارف درج کیے ہیں۔اس حصے کے مطالعے کا ایک اضافی تأثر فاضل مصنف مدظلہٗ کی صفائے قلب اور صحت فکر کا احساس ہے۔ جو خاص طور پر سلاطینِ اسلام وخلفائے ملت کے تذکرے کے ذیل میں ظاہر ہوتا ہے۔ دولتِ امویہ وعباسیہ کے خلفاء کے علمی و دینی کارنامے، سلاطین مغول و مابعد ہم (ارغوان، ترخان، ہباری، کلہوڑہ، تالپر وغیرہ) کا تدیّن وعلم دوستی اور علماء پروری وخدا خوفی کو بہت خوبصورت انداز میں تحریر کیا گیا ہے اور اس ضمن میں مخصوصات مسلّمات کی پابندی کے بجائے راست بنیاد تحقیق وآدابِ اسلامی کو ہی ملحوظ رکھا گیا ہے۔مثلاً صفحہ ۲۱۵ پر لکھتے ہیں۔''اموی خلفاء کے متعلق عام تأثر یہ ہے کہ مذہب کی جانب ان کا رجحان کم تھا۔مگر یہ تأثر صرف غلط فہمی کا نتیجہ ہے....اموی دور میں یہ (دینی علوم کی) امانت تابعین وتبع تابعین میں منتقل ہوئی جنھوں نے اس کو چہار دانگ عالم میں پھیلا دیا.... چنانچہ بڑے بڑے ائمہ تابعین اموی دور کی زینت ہیں۔اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلا کتب خانہ اموی دور میں خالد بن یزید بن معاویہؓ نے قائم کیا تھا''۔ (بحوالہ ماہنامہ دار العلوم دیوبند ص: ۴۳ بابت مئی ۱۹۵۶ء) اسی طرح دیگر ادوار میں اپنے موضوع سے متعلق معلومات بہت عمدگی سے بہم پہنچائی ہیں۔

فاضل گرامی نے اگرچہ مقدمۂ کتاب میں سندھ کی جغرافیائی تعیین کر دی ہے لیکن فقہاء اور ان کی مولفات کے تذکرے میں بات کچھ غیر واضح ہو جاتی ہے۔ بایں طور کہ قاری فیصلہ نہیں کر پاتا کہ مصنف عالی قدر سندھ سے قدیم سندھ مراد لیتے ہیں یا جدید۔مثلاً بھکر کے علماء کو تو سندھی قرار دیا گیا ہے جو اس وقت سندھ میں نہیں ہے۔لیکن ملتان، ریاست بہاول پور، پاکپتن اور سرائیکی خطے کے دیگر علاقوں کے علماء کا ذکر نہیں کیا گیا۔اسی طرح یہ الجھن بھی رہتی ہے کہ سندھی ہونے کا کون سا معیار فاضل مصنف کے پیشِ نظر ہے۔کیا سندی المولد (سندھ میں پیدا ہونے والا) سندھی کہلائے گا یا سندی التوفّی وسندی المدفن سندھی ہوگا۔دونوں صورتوں کے کچھ موافقات اور کچھ تخلّفات کتاب میں موجود ہیں۔فقہائے سندھ کی فہرست میں زمانی ترتیب کو مدنظر رکھنے سے اسماء کی تلاش کسی قدر دشوار ہوگئی ہے۔ ہمارے ناچیز خیال میں یہاں بھی ترتیبِ ہجائی والفبائی زیادہ مفید ہوتی۔کتاب کی حروف خوانی خاصے عمدہ معیار کی ہے اور سوائے ایک آدھ مقام کے کتابت بہت ہموار اور رواں ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ یہ کتاب ۱۹۷۱ء کے لگ بھگ تحریر کی گئی۔ چنانچہ کتاب کو اس وقت فاضل مصنف مدظلہٗ وزید مجدہٗ کی خصوصی توجہ کی ضرورت ہے کہ اس کا تکملہ یا ذیل تحریر فرمائیں تاکہ دیارِ سندھ میں سنۂ تالیف کے بعد علماء کے فقہی کارناموں سے امت کو متعارف کروانے کا فریضہ بھی انہی کے قلمِ خوش رقم سے سرانجام پائے۔ ایک بہت اہم موضوع پر نہایت عمدہ اسلوب میں ایسی شان دار کتاب لکھنے پر فاضل مصنف اور اس کو شائع کرنے پر مولانا عبدالقیوم حقانی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔ بلاشبہ یہ کتاب ہر کتب خانہ اور ہر علم دوست قاری کی فوری ضرورت ہے۔